

اسلامی اندلس میں کتب خانے اور شائقین کتب

(۴)

احمد خان

المنصور بن ابی عامر نے ارادہ کر لیا تھا کہ ثقافتی میدان اور کتابوں کے شوق کے سلسلے میں الحکم پر سبقت لے جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا بیٹا عبداللہ خاص اس کام کے لئے مشرق کا سفر کرتا ہے جہاں وہ کتابوں کے نقل کرنے، اصل سے مقابلہ کرنے اور دوسروں سے لکھوا کر حاصل کرنے میں مصروف نظر آتا ہے (۱)۔

قرطبہ کے بڑے بڑے ادباء اپنی تالیفات المنصور کو ہدیہ پیش کیا کرتے تھے، جیسا کہ صاعد بن الحسن اللغوی بغدادی نے اپنی کتاب ”الفصوص“ پیش کی۔ اس کے صلہ میں المنصور نے صاعد بغدادی کو پانچ ہزار دینار دئے یہ صاحب عبدالرحمن الثالث اور الحکم کے نادر روزگار عالم ابو علی القالی سے مقابلہ کرنے کی غرض سے قرطبہ آئے تھے۔ بہت بڑی عمر میں ۵۴۲ میں سسلی میں انتقال کیا (۲)۔ اسی المنصور کو حسان بن مالک بن ابی عبیدہ نے ایک کتاب پیش کی جو انہوں نے سات دن میں نہ صرف تالیف کی بلکہ اسے عمدہ لکھوا کر اس پر تصاویر بھی بنوائیں۔ یہ صاحب ۵۴۲ سے قبل وفات پا گئے (۳)۔ المنصور کو جو کتابیں بہت پسند تھیں ان میں کتاب الجواس (Chaguas) بھی تھی جو ابوالعلاء بغدادی کی تالیف تھی۔ منصور اس کتاب کو ہر رات

۱ - المقرئ: نفع الطیب. ج ۱ ص ۹۰۴ -

۲ - ابن عمیرة الضبی: بغیة الملتس. ص ۳۰۶-۳۱۱ ت ۸۵۲. ابن بشکوال: کتاب الصلوة. ج ۱ ص ۲۳۲ ت ۵۳۰ -

۳ - ابن عمیرة الضبی: بغیة الملتس. ص ۲۵۵-۲۵۶ ت ۶۶۲ -

پڑھا کرتا تھا (۴)۔ یہ صاحب مصحف عثمانی کو ہیروں اور جواہر سے مزین کرنے کے بہت دلدادہ تھے (۵)۔ المنصور نے ایک بڑا قبیح کام کیا تھا جس پر اسے معاف نہیں کیا جاسکتا وہ یہ کہ اس نے الحکم ثانی کے کتب خانے کا ایک بڑا حصہ جلوادیا تھا (۶)۔

قرطبہ کے محمد بن عبدالرحمن بن معمر مشہور ماہر زبان عربی اپنے وقت کے حاکم المنصور اور اس کے بیٹے کے لئے کتابوں کے مقابلہ اور تصحیح کا کام کیا کرتے تھے۔ اسی عالم نے ان کے دونوں کتب خانوں کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس نے بنی عامر کی تاریخ لکھی جس میں انہی کتب خانوں سے مدد لی تھی۔ یہ صاحب خط کی پہچان اور خطاطوں سے واقفیت میں سب سے زیادہ ماہر تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ یہ صاحب مؤرخ بھی تھے۔ ان کی وفات ۴۲۳ھ میں ہوئی (۷)۔

یہ خوشحال دور کوئی زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا کیونکہ المنصور کے عہد سے کچھ عرصہ بعد قرطبہ میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی۔ اس خانہ جنگی میں بربروں کا ہاتھ تھا جو شاہی دستوں میں شامل تھے۔ انہوں نے محلات کو لوٹنا شروع کیا۔ کتب خانے جلے بھی اور لوٹے بھی گئے۔ اس افراقی کے نتیجے میں متوسط طبقہ کے بہت سے گھرانے مختلف ریاستوں میں چلے گئے۔ اسی طرح اساتذہ اور طلباء بھی یہاں سے ہجرت کر گئے اور انہوں نے نئے تعلیمی مراکز میں پناہ لی۔ چنانچہ انہی لوگوں نے نئے مقامات پر جمع کتب کا شوق بڑھایا اور یہی مقامات بعد میں ملوک الطوائف کے دارالسلطنت بنے۔

اس خرابی کے باوجود قرطبہ اسلامی اسپین کا تعلیمی میدان میں سب

۴۔ المراكشى: المعجب فى تلخیص اخبار المغرب. ط ڈوزی ص ۲۱۔

۵۔ ابن الأبار: التكملة لكتاب الصلاة. ج ۲ ص ۶۰۶ ت ۱۰۹۶۔

۶۔ المقرئ: نفع الطیب. ج ۱ ص ۱۳۶۔

۷۔ ابن الأبار: التكملة لكتاب الصلاة. ج ۱ ص ۳۸۴ ت ۱۰۶۸۔

سے بڑا مرکز رہا۔ ادبی اور علمی مشاغل پھر بھی رہے اور عوام میں کتابیں جمع کرنے کا شوق بدستور قائم رہا۔ ذیل میں ان سے بعض شائقین کتب کا ذکر کیا جاتا ہے :

المنصور کے غلاموں میں سے ایک صاحب ”فاتن“، نامی تھے جنہوں نے صحیح ترین اور بہت سی کتابیں جمع کیں۔ یہ قیمتی خزانہ اس کی موت کے بعد باقی ترکے کے سامان کے ساتھ بیچ دیا گیا (۸)۔

ابو علی الغسانی نے ایک کتب خانہ قائم کیا جو اپنے وقت میں سب سے عمدہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کتب خانہ کی کتابیں مختلف علوم میں ثقہ اور معتبر سمجھی جاتی تھیں (۹)۔

قرطبہ کا باشندہ محمد بن یحییٰ الغافقی جو ابن الموصول کے نام سے پکارا جاتا تھا، بچپن ہی سے کتابیں اور علماء کے مقالات جمع کرنے میں لگ گیا تھا۔ کتابیں نقل کرنے والوں کے خطوط سے پوری طرح واقف تھا۔ یہاں تک کہ خط دیکھ کر ان کے نقل کرنے والوں کے نام تک بتا دیتا تھا۔ دنیا کی دوسری لذات پر کتابوں کو ترجیح دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ الحکم ثانی کے بعد سب سے زیادہ کتابیں اسی کے ہاں جمع تھیں۔ اس کے ہاں ابو علی القالی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں بھی تھیں۔ اپنے زمانے کے جلیل القدر علماء اور ماہر ترین نساخ کے نسخے اس کے پاس جمع تھے۔ اس کا انتقال جمادی الاخرہ ۴۳۳ھ میں ہوا (۱۰)۔ اس کے ورثا نے یہ کتب خانہ بیچ دیا اور اس سے بہت سی دولت حاصل کی۔

قرطبہ ہی کے وزراء میں سے ایک صاحب جعفر بن محمد مکی بن ابی

۸ - المقری : نفع الطیب . ج ۲ ص ۵۷ -

۹ - ابن بشکوال : کتاب الصلۃ . ج ۱ ص ۱۳۱ ت ۳۲۹ -

۱۰ - ابن الأبار : التکملة لکتاب الصلۃ . ج ۱ ص ۳۸۷ ت ۱۰۷۸ -

طالب بن محمد بن مختار القیسی نے جو ابو عبداللہ کنیت رکھتے تھے، ایک بہت بڑا کتب خانہ قائم کیا۔ یہ صاحب ۵۴۰ سے کچھ بعد پیدا ہوئے اور محرم ۵۴۰ میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے (۱۱)۔

بالکل ایسے ہی محمد بن عبداللہ بن ہرثمہ بن ذکوان (۵۳۹۵-۵۴۹۵) اور ہشام بن عبدالرحمن بن عبداللہ نے، جو قرطبہ کے باشندے تھے، کتب خانے قائم کئے (۱۲)۔ اسی شہر کے محمد بن احمد بن عون بن محمد بن عون المعافیری (۵۴۴۰-۵۵۱۲) اور محمد بن عبدالرحمن بن خیرہ نے بہت سی کتابیں جمع کر رکھی تھیں (۱۳)۔

خلفائے بنی اُمیہ کے امراء میں سے ہشام اور عبدالرحمن ثالث کے پوتے نے کئی کتب خانے قائم کر رکھے تھے جنہیں بعد میں خلیفہ سلیمان نے خرید لیا تھا۔

سلمة بن سعید بن مسلم بن حفص بن عمر بن یحییٰ بن سعید بن مطرف ابن برد الانصاری نے، جو استجہ کے باشندے تھے اور قرطبہ میں رہائش پزیر تھے، مشرق کا سفر کیا۔ جن جن جگہوں اور شہروں سے گزرتا رہا ان سے کتابیں جمع کرتا رہا۔ جب اس کے پاس ایک اچھی خاصی مقدار جمع ہو جاتی مصر میں پہنچا دیتا۔ اس طرح اس کے پاس ہر فن کی ۱۸ اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتابیں جمع ہو گئیں۔ ظاہر ہے اس سارے ذخیرہ کے لئے وہ مشرق کی طرف بہت سا مال و دولت لے گیا ہوگا (۱۵)۔ آخر میں ہم قرطبہ کے الحسن بن بکر بن عریب القیسی السمداد کا ذکر کرتے ہیں جو ساری عمر لکھتے رہے،

۱۱ - ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۱ ص ۱۲۹ ت ۲۹۷ -

۱۲ - ابن الفرزی: تاریخ علماء الاندلس (ط- یورپ). ج ۲ ص ۱۰۴ ت ۱۷۲۴ -

۱۳ - ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۲ ص ۵۴۱ ت ۱۲۶۰ -

۱۴ - ایضا: ج ۲ ص ۵۶۰ ت ۱۳۰۲ -

۱۵ - ایضا: ج ۱ ص ۲۱۹ ت ۵۱۲ -

پڑھاتے رہے یہاں تک کہ صفر ۵۴۳ھ میں راہی ملک عدم ہو گئے (۱۶)۔
 اس عہد میں خطاطی کے بہت سے ماہرین فن نظر آتے ہیں جنہوں نے
 بالکل صحیح اور عمدہ تحریریں چھوڑی ہیں۔ ان میں قرطبہ کے یوسف بن خلف
 ابن سفیان بن عمر اسود الغسانی (متوفی ۵۴۰ھ) سب سے زیادہ مشہور ہیں (۱۷)۔
 قرطبہ میں مقیم یمن بن محمد الوراق بھی خاص شہرت رکھتے تھے۔ یہ صاحب
 رہہ کے، رہنے والے تھے مگر بعد میں سمجھ اور قرطبہ میں سکونت پذیر ہو
 گئے (۱۸)۔ یہیں کے رہنے والے محمد بن حکم بن سعید، جو الخال کے نام سے
 مشہور تھے، وراقت میں بہت نفاست کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے
 آنے والوں نے بھی اسی کی تحریر کردہ کتابوں کے خریدنے میں ایک دوسرے
 پر سبقت کا اظہار کیا ہے (۱۹)۔ سعید بن مسلمہ بن عباس اپنی تمام عمر کتابوں
 کی تحریر میں عمدگی کو اختیار کرنے میں خاص توجہ دیتے رہے۔ یہ قرطبہ کے
 رہنے والے تھے (۲۰)۔ سعید بن نصر بن أبی الفتح، جو امیر المومنین عبدالرحمن
 ابن محمد کے غلام تھے، انہی کے ہاں کتابوں کی تصحیح کے لئے اکثر و بیشتر
 آیا کرتے تھے (۲۱)۔

بعض ادباء کا ذریعہ معاش وراقت کا عمل ہوتا تھا جیسے کہ قرطبہ
 کے مروان بن اسیمہ تھے۔ ان کا انتقال ۵۴۳ھ میں ہوا ہے (۲۲)۔

خانہ جنگی کے دوران بعض حضرات کے کتب خانے چوری بھی ہو گئے

۱۶ - ایضا: ج ۱ ص ۱۳۵ ت ۳۱۰ -

۱۷ - ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۲ ص ۶۳۸ ت ۱۴۹۲ -

۱۸ - ابن الفرضی: تاریخ العلماء و الرواة لتعلم بالاندلس. ج ۲ ص ۱۹۹ ت ۱۶۱۴ -

۱۹ - ابن الأبار: التکملة لکتاب الصلة. ج ۱ ص ۳۷۶ ت ۱۰۳۱ -

۲۰ - ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۱ ص ۲۱۱ ت ۴۸۴ -

۲۱ - ایضا: ج ۱ ص ۲۰۶ ت ۴۶۷ -

۲۲ - ابن الأبار: التکملة لکتاب الصلة. ج ۲ ص ۶۹۳ ت ۱۷۴۴ -

تھے۔ جیسا کہ قرطبہ کے عمر بن عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یحییٰ بن حامد الذہلی کے ساتھ ہوا تھا۔ ان کے کتب خانے سے آٹھ اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتابیں سرقہ ہوئی تھیں۔ ان کی پیدائش الزہراء میں ۱۰ صفر ۵۳۶ء کو ہوئی تھی (۲۳)۔

تقریباً تمام کتب خانے خاص (Special) ہی تھے۔ بعض مساجد کے کتب خانوں سے طلباء استفادہ کیا کرتے تھے۔ اس قسم کی پبلک لائبریریوں کے علاوہ اور کوئی قسم موجود نہ تھی۔ کاسیری (Casiri) نے اپنی تیار کردہ اسکوریا لائبریری کی فہرست میں جو یہ کہا ہے کہ اس وقت (مسلمانوں کے عہد میں) اسپین میں ستر (۷۰) پبلک کتب خانے تھے (۲۴)۔ اس اطلاع میں یہ صاحب حق بجانب نہیں ہیں، بہت سے لوگوں نے اس امر کی خبر دی ہے کہ الحکم ثانی کا کتب خانہ عوام کے لئے کبھی کھلا نہ تھا۔ اس دور میں جب قرطبہ، علمی میدان اور جمع کتب کے شائقین کے احاطہ سے پہلا درجہ رکھتا تھا تو اشبیلیہ، جو غیر مثیل شاعر المعتمد کا وطن مالوف تھا، دوسرے درجہ پر تھا۔ مشہور قرطبی فلاسفر ابن رشد اور اشبیلیہ کے طبیب ابن زہیر نے ان دونوں شہروں کی شہرت کے بارے میں آپس میں کئی مرتبہ تذکرہ کیا ہے۔ اس تذکرے میں سے ابن رشد کی مندرجہ ذیل عبارت حقیقت کی ترجمانی کر رہی ہے :

”میں نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے کہ جب کوئی اشبیلیہ کا عالم اس جہان فانی سے رخصت ہوتا ہے تو اس کا کتب خانہ قرطبہ منتقل ہو جاتا ہے جہاں اسے بیچ دیا جاتا ہے اور جب کوئی قرطبہ میں موسیقار مرتا ہے تو اس کے آلات

۲۳۔ ابن بشکوال : کتاب الصلۃ . ج ۱ ص ۳۷۹ ت ۸۶۰۔

اشبیلیہ چلے جاتے ہیں تاکہ بیچ دئے جائیں،۔

اس عبارت میں دونوں شہروں کی شہرت پر کافی روشنی پڑتی ہے اگرچہ دارالسلطنت کو کسی قدر فضیلت دی گئی ہے جس ضمن میں ہم ذکر کر رہے ہیں اشبیلیہ کو حتمی طور پر دوسرا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ یہ عظمت اسے اس حیثیت سے بھی حاصل ہو سکتی تھی کہ یہاں شاہی کتب خانہ موجود تھا، جو تمام کتب خانوں میں عمدہ شمار کیا جاتا تھا، یا پھر یہاں کے شائقین کتب اور کچھ کتب خانوں کے سبب سے ہو سکتی تھی جو یہاں (اشبیلیہ) روز افزوں ترقی کر رہے تھے۔ بلکہ ان سب سے زیادہ شہرت اس وجہ سے تھی کہ یہاں یعنی اشبیلیہ میں ایک بازار تھا جس میں کتابوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ جہاں اہل علم حضرات نادر نسخوں کی تلاش میں اکثر آیا کرتے تھے۔ یہاں کی نقل کردہ کتابوں کا خط ایک خاص حیثیت (Characteristic) حاصل کر چکا تھا۔ ابن الخطیب نے بارہا کہا ہے کہ اس انداز تحریر کو اندلس کے باقی انداز ہائے تحریر سے با آسانی تمیز کیا جاسکتا ہے (۲۵)۔ ابن الابار اپنی کتاب التکملة میں اس امر کا ذکر کرتا ہے کہ اشبیلیہ کی شارع الوراقین کی ایک دوکان پر ابن مزین کو رازی کی ایک نادر تالیف ملی تھی جو ”کتاب الرايات“ تھی (۲۶)۔ شنترین کا باشندہ عبداللہ بن محمد بن سارہ البکری، جو اشبیلیہ میں سکونت پذیر تھا، وراقت سے معاش کماتا تھا۔ اس کی وفات ۵۱۷ھ میں ہوئی ہے (۲۷)۔ اشبیلیہ کے وراقین سے ایک صاحب عبدالرحمن بن عثمان بن عبدالرحمن الجذامی تھے، جو بعد میں قرطبہ میں بس گئے تھے (۲۸)۔

Gayangos : History of the Muhammadan dynasties in Spain. Vol. I, - ۲۵
appendex, P. XLII.

۲۶ - ابن القوطیہ : تاریخ افتتاح الاندلس. ص ۱۹۷ -

۲۷ - ابن الابار : التکملة لکتاب الصلة. ج ۲ ص ۸۱۶ ت ۱۹۹۳ -

۲۸ - ایضا : ج ۲ ص ۵۸۳ ت ۱۶۳۳ (طبع مبريط) -

ہم ذیل میں ان حضرات کا ذکر کر رہے ہیں جو اشبیلیہ میں شائقین کتب کی حیثیت سے مشہور تھے :

شرف الدین بن الملک المعتمد کتابیں جمع کرنے میں ہمیشہ مستغرق رہتے تھے۔ انہوں نے عمدہ خط سے کچھ کتابیں خود بھی نقل کی تھیں۔ (۲۹) ایسے ہی لوگوں میں اشبیلیہ کے باشندے محمد بن عبداللہ بن یزید بن محمد بن خیر بن عیسیٰ اللخمی تھے۔ یہ صاحب کتابیں اور ان کی اصل جمع کرنے کے بہت شائق تھے (۳۰)۔ یہیں کے محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد ابن العربی راتوں کو جاگ جاگ کر کتابیں پڑھا کرتے۔ وہ اس طرح کہ پورے لباس میں سوتے اور ان کے دائیں بائیں کتابیں پڑی ہوتیں۔ ان کا چراغ کبھی نہیں بجھا کرتا تھا۔ جونہی اونگھ سے اٹھتے ہاتھ بڑھا کر مطالعہ کے لئے کتاب اٹھا لیتے (۳۱)۔ محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ نے اپنی کتابوں کی تصحیح کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا تھا۔ ان صاحب کی وفات پر جب ان کی کتابیں فروخت کی گئیں تو ان سے بے شمار دولت حاصل ہوئی (۳۲)۔ مشہور و معروف ابن مروان الباجی نے اپنی جمع کردہ کتابیں اشبیلیہ کی جامع مسجد کے خطیب ابو الحکم بن الحجاج اللخمی کو دے دی تھیں (۳۳)۔

شائقین کتب کے ضمن میں المریہ کا شہر کافی شہرت کا مالک تھا۔ اس کی شہرت کی ابتداء الملک زہیر کے وزیر ابو جعفر بن عباس سے ہوتی ہے، جو اس وقت کتابیں جمع کرنے والوں میں سب سے زیادہ مشہور تھا۔ اس کے معاصرین اس امر کا ذکر کرتے ہیں کہ اس کے دوست ان چار چیزوں میں

۲۹۔ المقرئ : نفع الطیب . ج ۲ ص ۴۸۷ -

۳۰۔ ابن الفرضی : تاریخ العلماء والرواة للعلم بالاندلس . ج ۲ ص ۱۰۶ ت ۱۷۹ -

۳۱۔ الضبی : بغیة المتلمس . ص ۸۲ - ۹۰ ت ۱۷۹ -

۳۲۔ ابن الأبار : التکملة لکتاب الصلاة . ج ۲ ص ۵۲۳ ت ۱۴۲۳ -

۳۳۔ ابن الأبار : التکملة لکتاب الصلاة . ج ۲ ص ۸۵۱ ت ۱۰۸۶ (ط مجربط) -

اس سے کبھی نہ بڑھ سکے۔ وہ ہیں مال، بخل، عجب اور کتابیں نقل کرنا۔ یہ صاحب جوان سال، حسین و جمیل اور گتھے جسم والے تھے۔ اس نے ابا و اجداد سے بہت سامال و دولت ورثے میں پایا جس کی مقدار سونے کے شریفی سکے کے مطابق پانچ لاکھ کے قریب بنتی تھی، جو اس وقت کے بیس ملین اسپینی ریال کے برابر ہے۔ یہ دولت اس کے علاوہ تھی جو دوسرے شہروں اور اضلاع میں تھی۔ ابو جعفر نے تمام علوم کو پوری توجہ سے حاصل کیا خاص طور پر قانون اور سیاست سے متعلق علوم کو سیکھا۔ انہی کی بدولت یہ صاحب منصب وزارت تک پہنچے۔ اس کے بخل نے انہیں بہت نقصان پہنچایا ہے اور اسی سے اس کی قدر و منزلت دوسروں کی نظر میں گر گئی۔ اور اسی طرح مملوکہ جائداد سے جو مالیہ وصول ہوتا تھا اس میں بھی کمی واقع ہو گئی۔ جمع کتب کے علاوہ بھی کئی کم خرچ قسم کے شغل رکھتے تھے۔ جیسے کہ شطرنج کھیلنے میں ان کا بہت شغف تھا۔ اس سب کے برعکس یہ صاحب مخطوطات اور قدیم تحریرات، کپڑے، برتن اور گھر کے باقی اٹائے کے حصول میں بخیل نہ تھے بلکہ اس سلسلہ میں بہت شاہ خرچ تھے۔ ان کی اس خوبی سے وہ تمام نساخ اور وراق پوری طرح واقف تھے، جو ان کے لئے کام کیا کرتے تھے۔ ان نساخوں اور وراقین میں اکثر ایسے تھے جنہوں نے اور کے ساتھ معاملہ کرنے کے بجائے انہیں ترجیح اس لئے دی تھی کہ یہ کتب کی حقیقی قیمت سے تین گنا زیادہ قیمت دینے کے لئے اکثر تیار رہتے تھے۔ بدیں سبب یہ اس ضمن میں عمدہ شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وراقین اور دلال (Middle man) اپنے ہاں کی عمدہ کتابیں ان کے پاس برائے فروخت لایا کرتے تھے۔ اس طرح ان صاحب نے ایک ضخیم کتب خانہ جمع کر لیا جس میں بے شمار چھوٹے چھوٹے رسالوں کے علاوہ چار لاکھ جلدیں تھیں۔ اس کے محل میں ان کتابوں کے علاوہ قدیم نوادرات بھی تھے (۳۴)۔

ان کے علاوہ المریہ کے قاضی عبدالحق بن عطیہ کتابیں جمع کرنے میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ (۳۵)۔ اسی طرح میمون بن یاسین صنهاجی جو اپنے قبیلے صنهاجہ کا سردار تھا، اپنے رشتہ داروں کو المغرب میں چھوڑ کر المریہ میں آباد ہوا تھا۔ یہ صاحب عمدہ کتابیں جمع کرنے کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کا انتقال ذی القعدہ ۵۰۳ھ میں اشبیلیہ میں ہوا ہے۔ (۳۶)۔

المریہ میں نصر ناسی ایک وراق بھی تھا (۳۷)۔

مالمقہ کے باشندوں میں قدیر بن مدرک الغسانی وراق اور نساخ کی حیثیت سے مشہور تھے۔ وسیع علم کے مالک اس شخص نے وافر تعداد میں ادبی رسائل اور شعروں کے دواوین جمع کرنے کے لئے زندگی وقف کر رکھی تھی۔ بڑے بڑے ناقلین کتب کے خطوط سے پوری طرح واقف تھے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ بھی تھی اور ابو بکر بھی (۳۸)۔

مالمقہ کی مسجد کے خطیب عیسیٰ الروندی نے مشرق کا سفر کیا جس میں بہت سی کتابیں جمع کیں مگر ساری کی ساری خاندانی جھگڑے کے سبب ضائع ہو گئیں۔ کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے مالمقی شاعر ابو جعفر احمد ابن رضی کہتے ہیں :

”شراب خوری سے میں آسائش و استراحت نہیں پاتا اور نہ ہی نغمہ و ساز مجھے اچھے لگتے ہیں۔ بلکہ میں کتب کے مطالعے میں لذت پاتا ہوں اور میرا قلم ہمیشہ میرا خادم اور ناصر رہتا ہے،“ (۳۹)۔

۳۵ - المقری : نفع الطیب. ج ۱ ص ۸۱۷۔

۳۶ - ابن الأبار : التکملة لکتاب الصلة. ج ۲ ص ۷۱۸ ت ۱۸۲۲۔

۳۷ - ایضا : ج ۲ ص ۷۴۶ ت ۱۸۵۵۔

۳۸ - ایضا : ج ۲ ص ۵۱۷ ت ۱۴۱۲۔

۳۹ - المقری : نفع الطیب. ج ۲ ص ۲۲۰۔

مالمقہ کے فقیہ، فلسفی اور طبیب عثمان بن مندور اشبیلیہ کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے فقیہ ابو علی بن حسان کی بیٹی سے شادی کی اس نے اپنے باپ (ابو علی بن حسان) کی وفات پر ایک کتب خانہ وراثت میں پایا جس سے عثمان بن مندور استفادہ کیا کرتے تھے (۴۰)۔

مشہور قاضی ابو الفضل بن عیاض کے پوتے محمد بن احمد نے بہت پہلے جمع کردہ کافی بڑا کتب خانہ وراثت میں پایا تھا (۴۱)۔

اشبیلیہ کے معزز گھرانے کے مشہور و معروف جامعین کتب کے سبب رونندہ (مقام) بھی فخر کرسکتا ہے۔ ان میں محمد بن الحکیم لخمی کو سیاسی امور اور غرناطہ کے نیلام سے متعلق کام حصول علم سے باز نہ رکھ سکے۔ اس نے اپنی دلچسپی اور کتابوں سے محبت کی بنا پر اس قدر عظیم مقدار میں کتابیں جمع کیں کہ اس کے محل کے کمرے بھر گئے۔ اس کی تمام کتابیں، علمی جواہر پارے اور قیمتی کپڑے خانہ جنگی میں تباہ و برباد ہو گئے (۴۲)۔

بطلموس کی علمی و ادبی میدان میں شہرت کا سبب المظفر بن الافطس بنے۔ اس نے اپنی مشہور و معروف کتاب: ”المظفریات“ کے لئے اپنے جمع کردہ عظیم کتب خانہ سے بہت استفادہ کیا۔ ان کی یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا قسم کی ہے جس کی پچاس جلدیں ہیں اور تقریباً تمام علوم سے بحث کرتی ہے، جیسے علم جنگ، سیاست، تاریخ سے لے کر خرافات اور قصے کہانیوں تک اس میں درج ہیں۔ ان صاحب کا انتقال ۵۴۶ھ میں ہوا ہے (۴۳)۔

شلب کے مقام پر بھی وراق تھے جیسا کہ محمد بن عبداللہ بن احمد

۴۰۔ ابن الخطیب: الاحاطة فی اخبار غرناطة (مخطوطہ در میڈرڈ) ج ۳ ورق ۱۴۱۔

۴۱۔ ایضا: ج ۲ ورق ۱۶۳۔

۴۲۔ ایضا: ج ۲ ورق ۱۱۔

۴۳۔ المقرئ: نفع الطیب. ج ۲ ص ۲۵۸۔

القنطری وہاں ٹھیرے ہیں۔ ان کی کنیت ابو القاسم تھی۔ انہیں کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا (۴۴)۔

طلیطلہ محتاج تعارف نہیں ہے کیونکہ قرون وسطیٰ میں یہ شہر تعلیم کا بہت بڑا مرکز تھا۔ یورپ کے لوگ حصول علم کے لئے طلیطلہ ہی آیا کرتے تھے۔ داخلی خانہ جنگی کے دوران الحکم ثانی کے کتب خانے سے جو کتابیں ادھر ادھر بکھری تھیں ان میں سے کچھ یہاں بھی دیکھی گئی ہیں۔ طلیطلہ ہی وہ مقام ہے جہاں بنو ذی النون نے عرصہ دراز تک حکومت کی اور اپنے عہد میں بجبر اچھے اچھے کتب خانوں کو قبضے میں لیا، صرف اس وجہ سے کہ اس خاندانے کو کتابوں سے بہت محبت تھی۔ انہوں نے عروشی کا کتب خانہ زبردستی ہتھایا۔ اسی حصہ میں لوگوں نے یہ عجیب و غریب منظر بھی دیکھا کہ جب فرائین کے محلہ میں آگ لگی تو دیکھا گیا کہ سوائے ابن میمون کے گھر کو بچانے کے اور کسی طرف لوگوں نے کوئی توجہ نہ دی، کیونکہ اس گھر میں مشہور زمانہ صحیح ترین کتب کا مجموعہ تھا جو ابن میمون نے جمع کر رکھا تھا۔ ابن میمون، جس کی کنیت ابو جعفر اور نام احمد بن محمد بن محمد بن عبیدہ الالوی تھا، ۳۵۳ھ میں پیدا ہوا اور ۴۰۰ھ میں رحلت کر گیا (۴۵)۔

آخری دنوں میں طلیطلہ میں ابو عامر محمد بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم (۳۵۶-۵۲۳ھ) ایسے عالم ہو گزرے ہیں جو یہیں کے مشہور علماء کی تحریرات کے نمونے اپنے ہاں محفوظ کیا کرتے تھے (۴۶)۔

ابن الأبار نے خطاط اور تصحیح کرنے والوں میں ان حضرات کو بھی

گنا ہے :

۴۴ - ایضا : ج ۲ ص ۱۳۰ ۔

۴۵ - ابن الأبار : التکملة لکتاب الصلۃ (ط یورپ) ج ۱ ص ۲۱۶ - ۲۱۷ ت ۲۳۳ -

۴۶ - ایضا : ج ۱ ص ۱۹۸ ت ۳۳۳ -

ابو الربیع سلیمان بن محمد (۵۳۳۸-۵۴۴۰) ابو محمد قاسم بن محمد بن سلیمان الہلالی القیسی و ابو محمد عبدالرحمن بن محمد بن عباس ابن الخطار(۴۷)۔ طلیطلہ میں ابو القاسم حاتم بن محمد بن عبدالرحمن بن حاتم ابن الطرابلسی جنہوں نے قرطبہ کے قیام کے دوران ہی سے کتابیں جمع کرنا شروع کر دی تھیں، انہوں نے یہاں بہت عظیم کتب خانہ قائم کیا جس میں صحت کے اعتبار سے بہت اچھی کتابیں تھیں (۴۸)۔

طلیطلہ کے ممتاز ترین لوگوں میں سے ابو الولید ہشام بن عمر بن محمد ابن الخشنی نے مشرق سے بہت عمدہ اور خاصی مقدار میں کتابیں جمع کی تھیں (۴۹)۔ اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ وادی الحجارة میں بھی کتابیں جمع کرنے والے موجود تھے۔ ان لوگوں کے ہاں کافی تعداد میں کتابیں تھیں جیسے کہ عبدالرحیم الیزدی سے علم ہوا ہے۔

اس کے باوجود کہ سرقسطہ شاہی مراکز سے کافی دور تھا اس کے باشندے جنگجو تھے اور علم کی طرف چنداں متوجہ نہیں ہوتے تھے، مگر پھر بھی آخری ایام میں کتابوں کے جمع کرنے والوں کے شوق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ مشغلہ ایسا تھا جو اس تمام ذہنوں پر چھا چکا تھا۔ اس امر کی واضح دلیل خاندان بنی ہود کا عمل ہے جو آخری ایام میں یہاں سریر آرائے سلطنت ہوئے۔



۴۷ - ایضا: ج ۱، ص ۱۶، ۱۶۔

۴۸ - ایضا: ج ۱، ص ۱۵۸، ۱۶، ص ۳۵۱۔

۴۹ - ابن بشکوال: کتاب الصلة، ج ۱، ص ۶۱۳، ص ۱۳۲۵۔